تقریر

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰٮہَا (الشمس:10)

یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اُس (تقویٰ) کو پروان چڑھایا۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے **"مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب"**

مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب 24 نومبر 1920ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب تھے۔ آپ کے دادا حضرت ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحبؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جو تقویٰ، طہارت، عاجزی اور انکساری اور حقوق اللہ اور حقوقُ العباد کی ادائیگی میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور اُن کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ ہم کو بھی اِن پر رشک آتا ہے۔ یہ بہشتی کُنبہ ہے۔ یہ الفاظ چند بار فرمائے۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 545 روایت نمبر 563)

آپ کے آباء کا اصل وطن سہالہ ضلع راولپنڈی تھا لیکن لمبا عرصہ قادیان کے محلہ دارالانوار میں رہائش پذیر رہے۔ آپ کے نانا مکرم سیّد سرور شاہ صاحب ایک لمبا عرصہ مفتی سلسلہ رہے۔ آپ حضرت مصلح موعودؓ کے داماد، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بہنوئی اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے سُسر تھے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی اور بعد میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج سے بی۔اے کرنے کے بعد آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر 1944ء میں زندگی وقف کرنے کا خط لکھا۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کو لکھا کہ مَیں بار بار آپ کو خواب میں دیکھ رہا ہوں اِس لئے مَیں زندگی وقف کرتا ہوں اور اپنے بھائی سید مسعود مبارک شاہ صاحب کو بھی تحریک کی کہ وہ بھی زندگی وقف کریں۔ لہٰذا دونوں بھائی واقفِ زندگی تھے۔ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایم این سنڈیکیٹ کے تحت ناصر آباد اور محمود آباد سندھ کی زمینوں پر بھیجا جہاں آپ 1960ء تک بطور مینیجر کام کرتے رہے۔ 1962ء تا 1968ء نصرت آباد فضل بھنبھرو سندھ میں ٹھیکہ پر زمین لے کر کام کیا۔ پھر تقریباً گیارہ سال 1982ء سے 1993ء تک وکالتِ تبشیر میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ وقت پر دفتر جاتے تھے۔ آپ کے ذمہ جو کام ہوتے وہ سرانجام دیتے کوئی زائد بات نہ کرتے تھے۔ بعض افسران آپ سے عمر میں چھوٹے بھی تھے اور بعض قریبی عزیز بھی تھے، لیکن کامل اطاعت اور عاجزی کے ساتھ اپنے افسران کے دیئے ہوئے کام کو سرانجام دیتے تھے اور کسی قسم کا شکوہ شکایت نہیں کرتے تھے۔ آپ دفتری امور کے ماہر اور خطوط کی ڈرافٹنگ میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔

مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب کا نکاح حضرت صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے 30 مارچ 1945ء کو ایک ہزار روپے حق مہر پر ہوا۔ تقریب رخصتی 10 نومبر 1946ء کو منعقد ہوئی۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے چھ بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ آپ کے بیٹوں میں محترم سیّد مولود احمد صاحب مرحوم، محترم سیّد خالد احمد شاہ صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ، محترم سیّد قاسم احمد شاہ صاحب ناظر زراعت، محترم سیّد طارق احمد شاہ صاحب، محترم سیّد صہیب احمد شاہ صاحب نائب ناظر ضیافت، محترم سیّد محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ اور بیٹیوں میں محترمہ صاحبزادی امۃ السبوح صاحبہ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)، محترمہ صاحبزادی امۃ الروف صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب مرحوم، محترمہ سیدہ امۃ العزیز صاحبہ شامل ہیں۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان میں سے چار بیٹے واقفِ زندگی ہیں اور انہیں جماعت میں اعلیٰ خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔

سامعین! آپ بہترین اخلاق اور گوناگوں خصوصیات کے مالک تھے۔ دعاؤں میں اور اخلاق میں اعلیٰ معیار سید داؤد مظفر شاہ صاحب کو اپنے نانا اور دادا کی طرف سے ورثہ میں ملا تھا۔ بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنا اور اُسے نبھانا بھی کسی کسی کا کام ہوتا ہے، ہر کوئی نہیں کر سکتا لیکن سید داؤد مظفر شاہ صاحب نے اِسے خوب نبھایا۔ دُعاؤں سے آپ کو بھی خاص شغف تھا۔ اگر کسی نے آپ کو دُعا کے لیے کہہ دیا تو سالہا سال اُس کے لیے دُعا کرتے۔ کوئی ذراسی بھی آپ کی خدمت کر دیتا تو اُس کے ممنونِ احسان ہو جاتے اور بڑی باقاعدگی سے پھر اُس کے لئے نام لے کر دعا کیا کرتے تھے۔

پنج وقتہ نماز اور تہجد کے بہت پابند تھے۔ آپ نے ساتویں کلاس سے تہجد پڑھنا شروع کی تھی اور تا وقتِ وفات اس پر کاربند رہے۔ 1984ء میں جب حالات خراب ہوئے، تو رات کو محلّے کی ڈیوٹیاں ہوتی تھیں۔ لڑکوں کو جاگنے کے لئے چائے کی عادت تھی، چائے پیا کرتے تھے تو آپ کا گھر ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ لڑکے کچن میں آ کر خود چائے بنا کر لے جاتے تھے۔ جب آپ نے یہ دیکھا کہ لڑکے ڈیوٹی دے رہے ہیں اور چائے بھی پیتے ہیں تو رات خود اڑھائی بجے چائے بنا کر کھانے کی میز پر رکھ دیا کرتے تھے تاکہ اُن کو تکلیف نہ ہو اور لڑکے آ کر لے جائیں خود نہ بنانی پڑے۔ آپ کو رات کو جلدی سونے کی عادت تھی لیکن ڈیڑھ بجے تہجد کے لیے اُٹھ جایا کرتے تھے۔ اپنے لئے چائے بناتے تھے اور پھر اپنی بیگم صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ کے لئے چائے بنا کے اُن کو تہجد کے لئے جگاتے۔ اسی طرح جب آپ کا چھوٹا بیٹا جامعہ میں داخل ہوا تو اس کو باقاعدہ تہجد کے لئے اُٹھاتے اور اُس کو کہتے تمہاری چائے تیار ہے۔ چائے پیو اور تہجد پڑھو۔ آپ کو قرآن کریم کی تلاوت کا بہت شوق تھا۔ آپ کے تلاوتِ قرآن کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا کہ

”قرآنِ کریم سے بھی اُن کو ایک عشق تھا۔ روزانہ کئی سپارے پڑھ جاتے تھے۔ پانچ چھ سپارے کم از کم، بلکہ بعض دفعہ سات آٹھ اور اس وجہ سے ایک بڑا حصہ یاد بھی تھا۔ مجھے ایک دفعہ رمضان میں کہنے لگے کہ نظر کمزور ہو رہی ہے۔ آنکھوں پر بڑا بوجھ پڑتا ہے۔ اب مَیں زیادہ قرآنِ کریم پڑھ نہیں سکتا جس کی مجھے بڑی تکلیف ہے۔ تو مَیں نے اپنے خیال میں بڑی دُور کی چھلانگ لگا کر کہا۔ کیا فرق پڑتا ہے ایک دو سپارے تو آپ اب بھی پڑھ ہی لیتے ہوں گے۔ تو کہتے ہیں نہیں ابھی بھی، اس حالت میں بھی مَیں تین چار سپارے تو پڑھ ہی لیتا ہوں۔ تو یہ قرآنِ شریف سے اُن کا عشق تھا۔ جب مَیں نے کہا اتنا پڑھ لیتے ہیں تو پھر کیا حرج ہے۔ لیکن انہیں یہ بے چینی تھی کہ رمضان میں تو ہر وقت قرآنِ کریم مطالعہ میں رہنا چاہئے اور آخری عمر میں دو تین سال پہلے تک جیسا کہ مَیں نے کہا نظر کی کمزوری کی وجہ سے بالکل ہی نہیں پڑھ سکتے تھے تو پھر جو حصہ یاد ہوتا تھا وہ پڑھتے تھے بلکہ سارا ہی یاد تھا۔ لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ اپنے پیار کا عجیب سلوک فرمایا۔ اپنے پوتے کو ایک دن کہنے لگے کہ قرآنِ کریم دیکھ کے تو مَیں پڑھ نہیں سکتا لیکن جب مَیں پڑھتا ہوں، یاد حصہ پڑھنا شروع کرتا ہوں اور جہاں بھول جاتا ہوں وہاں کوئی فرشتہ آ کے مجھے وہ حصہ یاد کروا جاتا ہے، پڑھا جاتا ہے۔ وہ دوہراتا ہے اور مَیں پیچھے دوہرا دیتا ہوں۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 11 مارچ 2011ء)

اپنے ہمراہ کام کرنے والوں کے ساتھ بڑی عاجزی اور بڑی عزت سے پیش آیا کرتے تھے۔ کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ مَیں حضرت مصلح موعودؓ کا داماد ہوں یا دو خلفاء کا بہنوئی ہوں۔ گفتار میں محتاط ایسے کہ کبھی بلاضرورت خوش گپیوں میں مصروف نہیں ہوتے بلکہ خاموش طبع اتنے تھے کہ سلام کے علاوہ بلاضرورت بات کرتے کبھی نظر نہ آئے۔ ایک خاموش دعا گو بزرگ، زیرِ لب دعائیں کرتے ہوئے دفتر میں آتے تھے اور اپنا دفتر کا کام کر کے چلے جاتے تھے۔ ایک فرشتہ سیرت انسان تھے۔ جس کا بھی آپ سے واسطہ پڑتا وہ آپ کا مداح ہو جاتا تھا۔ غریبوں کی عزت اور احترام بھی اس طرح کرتے جس طرح کسی امیر کا۔ کسی حق بات پر امیر کو غریب پر فوقیت نہیں دی۔ بعض لوگوں نے آپ کو نقصان پہنچانے کی بھی کوشش کی لیکن آپ نے ہمیشہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑا اور جب کبھی ایسے لوگوں کی گرفت ہوئی تو وہ حضرت شاہ صاحب کے پاس اُن کے دروازے پر آتے تھے اور معافیاں مانگتے تھے اور آپ ہمیشہ انہیں معاف فرما دیتے۔

سامعین! آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے بہت محبت اور عقیدت تھی۔ اپنی اہلیہ کے چھوٹے بھائیوں کی بھی غیر معمولی عزت اور احترام اس لئے کرتے تھے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں۔ بعض دفعہ قریبی تعلقات میں اونچ نیچ ہو جاتی ہے لیکن جب بھی آپ سمجھتے کہ ماحول خراب ہو رہا ہے تو نہ صرف خاموش ہو جاتے بلکہ اِن چھوٹوں کے ساتھ بھی اس طرح عزت اور احترام کا سلوک کرتے کہ بات بڑی خوش اسلوبی سے ختم ہو جاتی یا وہاں سے اُٹھ کے چلے جاتے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آپؓ کی اولاد بلکہ اُن کی اولاد سے بھی عزت اور محبت سے پیش آتے صرف اس لئے کہ اُن کا حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خون کا رشتہ ہے۔ آپ دونوں میاں بیوی غریبوں کے ہمدرد تھے اور کبھی مالی مدد سے گریز نہ کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے بعد خطبہ جمعہ میں آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

"سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب اور اُن کی اہلیہ سیّدہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ، یہ بھی ایک خوب اللہ ملائی جوڑی تھی۔ نیکیوں کے بجالانے اور اعلیٰ اخلاق دکھانے میں یہ دونوں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ گھروں میں میاں بیوی کی بعض دفعہ اس لئے اَن بَن ہو جاتی ہے کہ یہ خرچ کیوں ہو گیا؟ وہ خرچ کیوں ہو گیا؟ اِس جوڑے کی اِن دنیاوی خرچوں کی طرف تو سوچ ہی نہیں تھی۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ اِن کی کوشش ہوتی تھی کس طرح کسی ضرورتمند کی مدد کی جائے۔ اگر میاں نے کوئی مدد کی ہے تو بیوی کہتی کہ اور کر دینی چاہئے تھی۔ اگر بیوی نے کی ہے تو میاں کہتا کہ اگر میرے پاس اور مال ہو تا تو مَیں مزید دے دیتا۔ حضرت سید داؤد مظفر شاہ صاحب نے خود بیان کیا کہ سیّدہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ جن کی آٹھ نو سال پہلے وفات ہوئی ہے، وفات کے بعد وہ کئی دفعہ مجھے خواب میں آ کے کہتی ہیں کہ فلاں غریب کی اتنی مدد کر دو اور فلاں کو اتنا صدقہ دے دو اور شاہ صاحب فوراً اُس کو عملاً پورا کر دیتے تھے۔ جو بھی اُن کی آمد ہوتی تھی اپنے پر تو کم ہی خرچ کرتے تھے دوسروں کو دے دیا کرتے تھے۔ دونوں میاں بیوی کو مَیں نے دیکھا ہے اور بعض لوگوں نے بھی مجھے بتایا ہے کہ اُن کے پاس اگر ہزاروں بھی آتا تھا تو ہزاروں بانٹ دیا کرتے تھے۔ یہ پرواہ نہیں کی کہ ہمارے پاس کیا رہے گا؟"

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 11 مارچ 2011ء)

سامعین! آپ کے دادا حضرت سید ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب آخری عمر میں جب بہت زیادہ کمزور ہو گئے تو نمازوں کے لئے مسجد نہیں جاسکتے تھے لیکن گھر پر نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تھے اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے امامت کروایا کرتے تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی۔ سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ایک خاص سلوک تھا۔ کوئی غیر معمولی مالی کشائش تو بے شک نہیں تھی لیکن جو کچھ بھی ہو تا اُس پر صبر شکر کرتے اور اس میں سے بھی غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد اس حد تک کرتے تھے جو اکثر بڑی بڑی رقموں والے اور پیسے والے نہیں کرتے۔ آپ کی ایک بہو اہلیہ سیّد صہیب احمد صاحب ساتھ ہی رہتی تھیں وہ بیان کرتی ہیں کہ جب کوئی رقم آتی تو آخری عمر میں نظر کی زیادہ کمزوری کی وجہ سے خود حساب کتاب نہیں لکھ سکتے تھے اس لئے مجھ سے حساب کرواتے اور فرماتے تھے کہ پہلے تو وصیت کا حصہ نکالو، پھر یتیموں کا کچھ حصہ نکالو، پھر غریب طلباء کا حصہ نکالو اور نادار مریضوں کے علاج کے لئے نکالو، اس کے بعد اگر کوئی رقم بچ گئی تو اپنی ضرورت کے لئے رکھتے تھے۔ جماعتی تحریکات میں، وقفِ جدید، تحریکِ جدید اور تحریکات میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ نے چار خلفاء کا زمانہ پایا۔

سامعین! محترم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب کافی عرصہ سے عارضہ دل کی وجہ سے علیل تھے۔ آپ کی وفات 8 مارچ 2011ء کو ربوہ کے طاہر ہارٹ انسٹیٹوٹ میں ہوئی۔ بوقت وفات آپ کی عمر 91 سال تھی۔ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے اسی دن بعد نماز عصر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں کی گئی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری "جنت کا باب" جانے دے
مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب مجھ سے نہ لے، بے حساب جانے دے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)